فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۳۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): بدعت حسنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): بدعت کو سَیِّئَۃ (بُری) اور حَسَنَۃ (اچھی) میں تقسیم کرنا درست نہیں، کیونکہ ہر بدعت سَیِّئَۃ (بُری) ہے، کوئی بدعت حَسَنَۃ (اچھی) نہیں۔

قارئین کرام! بدعت کی تعریف ہی یہ ہے کہ اس کی اصل قرآن وسنت اور اجماع میں نہ ہو، تو جس کی دلیل نہ ہو، وہ حسنہ کیسے بن سکتی ہے؟

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م: ۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ هٰذَا التَّقْسِيمَ أَمْرٌ مُّخْتَرَعٌ، لَا يَدُلُّ عَلَيْهِ دَلِيلٌ شَرْعِيٌّ، بَلْ هُوَ نَفْسُهٗ مُتَدَافِعٌ، لِأَنَّ مِنْ حَقِيقَةِ الْبِدْعَةِ أَنْ لَّا يَدُلَّ عَلَيْهَا دَلِيلٌ شَرْعِيٌّ، لَا مِنْ نُصُوصِ الشَّرْعِ، وَلَا مِنْ قَوَاعِدِهٖ.

''بدعت کی تقسیم بذات خود اختراع وبدعت ہے، کیوں کہ اس تقسیم پر کوئی دلیل شرعی نہیں، بلکہ بدعت کی تعریف ہی اس تقسیم کا رد کرتی ہے، بدعت کی تعریف یہ ہے کہ اس پر کوئی شرعی نص یا شرعی قاعدہ دلالت نہ کرے۔''

(الاعتصام: ۱/۲٤٦)

❀ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ﴾(النّحل : ١١٦)

''اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے کسی چیز کو اپنی صواب دید سے حلال یا حرام قرار نہ دیا کرو، اللہ پر جھوٹ باندھنے والے کامیاب نہیں ہو سکتے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م:۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''ہر وہ شخص جس نے کسی شرعی ثبوت و دلیل کے بغیر کوئی بدعت جاری کی، وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ ایسا انسان محض اپنی رائے اور نفسانی خواہش سے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔''

(تفسير ابن كثير : ٧٧٩/٢)

بدعت جاری کرنے کا مطلب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے، تو کیا اللہ پر باندھا ہوا جھوٹ سیئہ یا حسنہ میں تقسیم ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے یہود کے بارے میں فرمایا:

﴿وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ أَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(البقرة : ٨٠)

''وہ کہتے ہیں کہ ہم گنتی کے چند دن آگ میں جلیں گے، اے محمد ﷺ کہہ دیجئے ! کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے کہ وہ اس کی خلاف ورزی نہ

کرے؟ یا بغیر علم کے اللہ پر جھوٹ بولتے ہو؟''

معلوم ہوا کہ دینی احکام و مسائل میں بغیر دلیل کے بات کرنا اللہ پر بہتان و افترا ہے۔اس کو اللہ پر جھوٹ کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے؟ اور بدعت میں یہی تو ہوتا ہے کہ جس چیز کو اللہ نے دین نہ کہا ہو، اس کو دین کہہ دیا جاتا ہے، لہٰذا کسی صورت اللہ پر جھوٹ کو حسنہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَآهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِي دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾ (النّساء : ۱۷)

''اہل کتاب! دین میں غلو مت کرو، اور اللہ پر جھوٹ مت باندھو۔''

اس آیت میں ''غلو فی الدین'' سے منع کیا گیا ہے، اور بدعت غلو ہی کی ایک صورت ہے، سو ایسے ممنوع کام کو ''حسنہ'' نہیں کہا جا سکتا، وہ سیئہ ہی ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ .

''بدعت قبیح ترین عمل ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

(صحيح مسلم : ٨٦٧/٤٣)

اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے علامہ قرطبی رحمہ اللہ (م:٦٧١ھ) کہتے ہیں:

يُرِيدُ مَا لَمْ يُوَافِقْ كِتَابًا أَوْ سُنَّةً، أَوْ عَمَلَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہر وہ عمل ہے، جو کتاب و سنت اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کے موافق نہ ہو۔''

(تفسير القرطبي : ٨٧/٢)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م:٨٥٢ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِقَوْلِهِ : كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، مَا أُحْدِثَ وَلَا دَلِيلَ لَهٗ مِنَ الشَّرْعِ بِطَرِيقٍ خَاصٍّ وَّلَا عَامٍ .

''ہر بدعت گمراہی ہے، اس سے مراد ہر وہ نئی چیز ہے، جس کی شریعت میں خاص یا عام کوئی دلیل نہ ہو۔'' (فتح الباري : ٢٥٤/١٣)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .

''جو ہمارے دین میں ایسا کام جاری کرے، جس کی اصل (کتاب وسنت و اجماع میں) نہ ہو، وہ باطل ہے۔''

(صحيح البخاري : ٢٦٩٧، صحيح مسلم : ١٧١٨/١٧)

جو عمل کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت نہ ہو، وہ بدعت ہے اور باطل ہے اور باطل حسنہ نہیں ہوسکتا۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م:٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' اس پر عمل ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو اپنے عموم پر رکھا جائے۔ جو لوگ بدعت کو سیئہ وحسنہ میں تقسیم کرتے ہیں اور تس پہ استدلال کرتے ہیں کہ فلاں کام کی ممانعت دین میں نہیں، لہٰذا وہ بدعت حسنہ ہے، وہ لوگ واضح خطا پر ہیں۔''

(مجموع الفتاوٰی : ٣٧٠/١٠۔ ٣٧١)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَإِنْ رَآهَا النَّاسُ حَسَنَةً .

''ہر بدعت گمراہی ہے، خواہ لوگ اسے ''حسنہ'' کا نام دیں۔''

(السّنة للمَروزيّ : ٢٤، المَدخَل إلى السّنن الكبرٰى للبيهقي : ١٩١، وسندهٗ صحيحٌ)

جلیل القدر صحابی ہر بدعت کو گمراہی قرار دے رہے ہیں اور صاف بتا رہے ہیں کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں۔

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَمَا ابْتُدِعَ، فَإِنَّ مَا ابْتُدِعَ ضَلَالَةٌ .

''بدعات سے بچو، کیونکہ بدعت گمراہی ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : ٤٦١١، حلية الأولياء لأبي نعيم : ٢٣٣/١، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (۳/۲۷۰، ۴/۴۶۰) نے اس قول کو امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر بدعت کو ضلالت قرار دے رہے ہیں، لہٰذا بدعت میں حسن وخوبی نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِيَّايَ وَالْبِدَعَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ .

''اللہ کے دین میں بدعات جاری کرنے سے بچیں۔''

(البِدَع والنّهي عنها لمحمّد بن وضّاح القرطبي : ٧٥، وسندهٗ صحيحٌ)

جلیل القدر صحابی مطلق طور پر بدعات سے منع کر رہے ہیں، لہٰذا ہر بدعت ممنوع اور بری ہے۔ اگر کچھ بدعات اچھی بھی ہوتیں، تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ بری بدعات جاری کرنے سے بچو اور اچھی بدعات جاری کرتے رہو۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ہر خطبہ میں فرماتے تھے:

كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا.

''(دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور بدترین اعمال بدعات ہی ہیں۔''

(البِدَع والنّهي عنها للقرطبي: ٦١، المعجم الكبير للطّبراني: ١/١٠٠، وسندهٗ صحيحٌ)

جب ہر بدعت گمراہی ہے، تو گمراہی کو اچھا کہنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م: ۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

''سلف صالحین صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کا بدعت اور بدعتی کی مذمت اور انہیں قبیح جانتے ہوئے ان سے دور رہنے پر اجماع ہے، سلف سے اس بارے میں توقف یا اس کی کسی صورت کا استثنا ثابت نہیں، ہماری تحقیق میں ہر بدعت کو باطل بلکہ ناحق کہنے پر اجماع ہے۔''

(الاعتصام: ١/١٤١)

جن نصوص میں بدعات کی مذمت وارد ہوئی ہے، وہ عام ہیں، ان میں تخصیص اور تقسیم ثابت نہیں۔

❀ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَهْبَانِيَّةَنِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ (الحديد: ٢٧)

''نصاریٰ نے دین میں رہبانیت کی بدعت نکالی، ہم نے یہ کام ان کے لئے مشروع نہیں کیا تھا، مگر انہوں نے رضائے الٰہی کی چاہت میں ایسا کیا اور اس

کی کما حقہ پابندی بھی نہیں کی۔''

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ دین میں اپنی طرف سے اضافہ بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے اس فعل قبیح پر مذمت فرمائی ہے۔

۞ عبدالرحمٰن بن عمر رستہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ کی موجودگی میں اہل بدعت اور عبادت میں ان کی جہد کا ذکر ہوا، تو فرمایا:

''اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول کرے گا، جو توحید و سنت کے مطابق ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ﴾ (الحديد : ٢٧)''انہوں نے رہبانیت کی بدعت نکالی، جو ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی۔'' اللہ نے ان کا یہ عمل قبول نہیں کیا، بلکہ اس پر انہیں جھاڑ پلائی۔ پھر امام صاحب نے فرمایا: توحید و سنت کو لازم پکڑیں۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني : ٨/٩، وسندهٗ حسنٌ)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م:٨٥٢ھ) لکھتے ہیں:

''جس کام کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو، شرعاً اسے بدعت کہا جاتا ہے۔ جس کام کی اصل و دلیل موجود ہو، وہ بدعت نہیں۔ لہٰذا شریعت میں جسے بدعت کہا جاتا ہے، وہ مذموم ہے، لغوی معنی کے اعتبار سے بدعت مذموم نہیں۔''

(فتح الباري : ١٣/٢٥٣)

۞ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (م:٧٩٥ھ) لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' یہ فرمان جامع کلمات میں سے ہے، کوئی عمل اس کے حکم سے خارج نہیں۔ یہ حدیث دین کا ایک عظیم قاعدہ ہے اور اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ ہے: ''جو شخص ہمارے دین میں

ایسا کام جاری کرے، جس کی اصل اس (کتاب وسنت اور اجماع) میں نہ ہو، وہ باطل ہے۔'' چنانچہ کسی کام کو دین کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اور اس کی بنیاد دین کے کسی اصول پر نہیں ہوتی تو وہ کام گمراہی کہلائے گا، دین اس سے بری ہے۔ خواہ اس کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہو یا ظاہری و باطنی اقوال و اعمال سے۔ بعض سلف کے کلام میں بعض بدعات کی تحسین وارد ہوئی ہے، یہ تحسین لغوی بدعات کی ہے، شرعی بدعات کی نہیں۔''

(جامع العلوم والحِكَم، ص ۱۹۳)

معلوم ہوا کہ ہر بدعت مذمومہ ہے، خواہ اس کا تعلق عقیدے سے ہو، یا اعمال سے، لہٰذا یہ کہنا بالکل غلط ہے:

''ثابت ہوا کہ بدعت عقیدے کو فرمایا گیا۔'' (جاء الحق، ص ۲۰۵)

کیونکہ جن نصوص میں بدعات کی مذمت وارد ہوئی ہے، وہ عام ہیں۔ ان میں تخصیص اور تقسیم ثابت نہیں۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (م: ۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ مَا أُحْدِثَ بَعْدَ عَهْدِ الصَّحَابَةِ لَا يَكُونُ حَسَنًا .

''عہد صحابہ کے بعد جاری ہونے والی کوئی بدعت ''حسنہ'' نہیں ہو سکتی۔''

(التّنبیه علی مُشکلات الهِدایة : ۴۹۳/۱)

ثابت ہوا کہ عمل صحابہ بدعت نہیں ہوتا، جس کسی نے بدعت کہا ہے، تو اس کی مراد بدعت لغوی ہے، نہ کہ شرعی۔

سوال: کیا تراویح کی جماعت بدعت ہے؟

جواب: تراویح کی جماعت نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور جو عمل رسول اللہ ﷺ

سے ثابت ہو، وہ بدعت کیسے ہوسکتا ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں لوگوں نے بھی نماز پڑھی، اگلی رات نماز پڑھائی، تو نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی، پھر لوگ تیسری یا چوتھی رات بھی جمع ہوئے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے نہ نکلے۔ صبح ہوئی، تو فرمایا: میں نے آپ کا شوق عبادت دیکھا، لیکن باہر اس لئے نہیں آیا کہ کہیں آپ پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے، راوی کہتے ہیں: یہ رمضان کا واقعہ ہے۔''

(صحيح البخاري : 1129، صحيح مسلم :177/761، واللّفظ لهٗ)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ لوگ اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ تیسری رات مسجد میں نمازی بڑھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ چوتھی رات مسجد تنگی داماں کا شکوہ کرنے لگی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے، حاضرین مسجد کہنے لگے: نماز (تراویح)! لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے وقت ہی تشریف لائے۔''

(صحيح البخاري : 2012، صحيح مسلم :178/761)

❀ دوسری روایت میں ہے:

خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ، فَتَعْجِزُوا عَنْهَا .

''مجھے خدشہ ہوا کہ قیام اللیل فرض نہ ہو جائے اور آپ اس سے عاجز آ جائیں۔''

(صحيح البخاري : 924، صحيح مسلم :178/761)

دراصل بعض حضرات کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قول سمجھنا مشکل ہو گیا، تو انہوں نے جھٹ سے جماعتِ تراویح کو بدعت کہہ دیا۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ .

''(ہمارے زمانے میں) اس کی تجدید نو کیا خوب ہے!''

(صحيح البخاري : ٢٠١٠)

باجماعت تراویح کو بدعت نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تراویح کی جماعت کرائی ہے، پھر خدشہ کے پیش نظر ترک کر دی، جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں دوبارہ نمازِ تراویح باجماعت ادا ہوتے دیکھی، تو اس کی تحسین فرمائی، کیوں کہ اس کی اصل عہد نبوی میں موجود تھی، لہٰذا اس سے مراد حقیقی بدعت نہیں، بلکہ لغوی بدعت ہے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (م:٤٥٨ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ فِيمَا صَنَعَ خِلَافُ مَا مَضٰى مِنْ كِتَابٍ أَوْ سُنَّةٍ أَوْ إِجْمَاعٍ، فَلَمْ يَكُنْ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ، بَلْ كَانَ إِحْدَاثَ خَيْرٍ، لَّهٗ أَصْلٌ فِي السُّنَّةِ .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف نہیں تھا، لہٰذا یہ گمراہی والی بدعت نہیں، بلکہ یہ ایسی بھلائی کا احیا تھا، جس کی اصل سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھی۔'' (السّنن الصّغير : ٨١٧)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (م:۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' یہ فرمان جامع کلمات میں سے ہے، کوئی عمل اس کے حکم سے خارج نہیں۔ یہ حدیث دین کا ایک عظیم قاعدہ ہے اور اس فرمان نبوی ﷺ کے مشابہہ ہے: ''جو شخص ہمارے دین میں ایسا کام جاری کرے، جس کی اصل اس (کتاب وسنت اور اجماع) میں نہ ہو، وہ باطل ہے۔'' چنانچہ کسی کام کو دین کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اور اس کی بنیاد دین کے کسی اصول پر نہیں ہوتی، تو وہ کام گمراہی کہلائے گا، دین اس سے بری ہے۔ خواہ اس کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہو یا ظاہری و باطنی اقوال واعمال سے۔ بعض سلف کے کلام میں بعض بدعات کی تحسین وارد ہوئی ہے، یہ تحسین لغوی بدعات کی ہے، شرعی بدعات کی نہیں۔ لغوی طور پر کسی کام کو بدعت کہنے کی ایک مثال سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے، انہوں نے رمضان المبارک میں مسجد کے اندر لوگوں کو جمع کر کے ان کے لیے ایک امام منتخب کیا، پھر ایک دن آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، دیکھا کہ صحابہ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، تو فرمایا: یہ تجدید نو کیا خوب ہے!''

(جامع العلوم والحِكَم: ۱۲۸/۲)

سوال: جہر کے ساتھ اجتماعی ذکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: ذکر الٰہی مشروع ومستحب ہے، مگر اونچی آواز سے اجتماعی ذکر کرنا بدعت ہے، کیونکہ ذکر کی یہ ہیئت کتاب وسنت اور عمل صحابہ کے موافق نہیں ہے۔

❁ عمرو بن سلمہ ہمدانی، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ہم صبح کی نماز سے پہلے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے

ہوئے تھے کہ آپ گھر سے نکلیں اور ہم آپ کے ساتھ مسجد جائیں۔سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا: ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے نکل آئے ہیں؟ عرض کیا: ابھی تو نہیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے، تو ہم ان کی طرف لپکے۔سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو عبدالرحمٰن! میں نے ابھی مسجد میں بہت عجیب کام دیکھا ہے، الحمدللہ! وہ خیر کا کام ہی لگتا ہے، پوچھا! وہ کونسا کام ہے؟ عرض کیا: زندگی رہی تو آپ بھی دیکھ لیں گے۔ میں نے مسجد میں لوگوں کے کئی حلقے دیکھے، وہ لوگ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ ہر حلقے میں ایک آدمی ہے، جو کہتا ہے کہ سو دفعہ اللہ اکبر کہو، لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں، وہ سو دفعہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہو، لوگ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ سبحان اللہ کہو، وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: آپ نے ان سے کیا کہا؟ عرض کیا: میں نے تو کچھ نہیں کہا، آپ کی رائے اور فیصلے کا انتظار تھا۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان سے کہہ دیتے کہ وہ (تسبیحات نہیں، بلکہ) اپنی برائیاں شمار کریں اور میں ضامن ہوں کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ پھر آپ ہمارے ساتھ نکلے اور ایک حلقے کے پاس پہنچ گئے، وہاں رُک کر فرمایا: یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں؟ کہنے لگے: ابوعبدالرحمٰن! ہم کنکریوں کے ساتھ اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ شمار کر رہے ہیں۔فرمایا: اپنے گناہ شمار کریں! میں ضامن ہوں کہ آپ کی

کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ مزید فرمایا: آہ، اے امتِ محمد ﷺ! کتنی جلدی آپ پر ہلاکت آ گئی۔ نبی ﷺ کے صحابہ ابھی کثیر تعداد میں موجود ہیں، آپ کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے برتن ابھی ٹوٹے نہیں۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو آپ محمد ﷺ کے طریقے سے بہتر طریقے پر ہو یا پھر گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو۔ وہ کہنے لگے: ابوعبدالرحمٰن! واللہ، ہم تو نیکی کے ارادے سے ایسا کر رہے تھے۔ فرمایا: کتنے ہی نیکی کے طلب گار ہیں، جو نیکی کو نہیں پا سکتے۔ رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں بتایا تھا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی قسم! لگتا ہے کہ ان میں اکثریت تمہاری ہوگی، اتنا کہہ کر آپ واپس آ گئے۔ عمرو بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ ان میں سے اکثر لوگ جنگ نہروان کے دن خوارج کے ساتھ مل کر ہم پر تیر برسا رہے تھے۔''

(سنن الدّارمي: ١/٦٠ـ٦١، اتّحاف المَهرة لابن حجر: ١٠/٣٩٩ـ ٤٠٠، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''عمرو بن عبداللہ بن فرقد سلمی اور معضد نے مسجد بنائی، وہ نماز مغرب اور عشا کے درمیان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر اللہ اکبر اور الحمدللہ کا ورد کرتے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی، تو خبر دینے والے سے فرمایا کہ یہ لوگ جس وقت دوبارہ بیٹھیں، مجھے اطلاع دیجئے گا، جب مخبر نے اطلاع کی، تو آپ وہاں گئے۔ اس وقت آپ نے سر پر ٹوپی اوڑھ رکھی تھی وہ ٹوپی اتاری اور فرمانے لگے میں ام عبد کا بیٹا ہوں، اللہ کی قسم! تم لوگوں نے ایک سیاہ بدعت جاری کی

ہے یا علم وفضل میں اصحاب محمد ﷺ سے بڑھ گئے ہو، تو معضد نامی منہ پھٹ بولا: اللہ کی قسم! نہ تو ہم بدعت کے مرتکب ہیں اور نہ ہی اصحاب محمد ﷺ سے زیادہ علم والے، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، اگر پہلوں کی اتباع کرتے رہو گے، تو وہ واضح ہدایت پر تھے اور اگر دائیں بائیں جانے لگے، تو کھلی گمراہی تمہارا مقدر ہے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : ۱۲٦/۹، ح : ۸٦۳۳، وسندهٗ حسنٌ)

❀ مسیّب بن نجبہ رحمہ اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''میں نے مسجد میں چند لوگوں کا حلقہ دیکھا، وہ کہہ رہے تھے کہ جس نے اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہا اس کے لئے اتنا اجر ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: علقمہ! اٹھئے، میرے ساتھ چلئے، جب آپ نے ان کا حلقہ دیکھا، تو علقمہ سے کہا، ان کا دھیان دوسری طرف کریں، جب آپ نے ان کا ذکر سن لیا، تو فرمایا: یا تو تم گمراہی اور گناہ کے مرتکب ہو یا اصحاب محمد ﷺ سے زیادہ ہدایت والے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : ۱۲۵/۹، ح : ۸٦۲۸، حسنٌ)

❀ اس سے ملتے جلتے ایک اور واقعہ کے بعد آپ نے فرمایا:

إِنَّكُمْ لَأَهْدٰى مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصْحَابِهٖ، إِنَّكُمْ لَمُتَمَسِّكُونَ بِطَرَفِ ضَلَالَةٍ .

''یا تو تم لوگ محمد ﷺ اور اصحاب محمد ﷺ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا گمراہی کا راستہ چن چکے ہو۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : ۱۲۸/۹، ح : ۸٦۳۹، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ ابن دقیق العید (م:۷۰۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنْكَرَ هٰذَا الْفِعْلَ، مَعَ إِمْكَانِ إِدْرَاجِهِ تَحْتَ عُمُومِ فَضِيلَةِ الذِّكْرِ.

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خاص ہیئت اور کیفیت کے ساتھ اس فعل پر نکیر کی ہے، حالانکہ ذکر کے عمومی دلائل کے تحت اس کا ادراج ممکن تھا۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام: ۲۰۲/۱)

جب ذکر جیسے مشروع کام کی ہیئت، طریقہ، رنگ ڈھنگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہ صرف بدعت قرار دیا، بلکہ امت کی تباہی و بربادی کا سبب قرار دیا، تو ان کے مذکورہ قول سے صدیوں بعد جنم لینے والی بدعات کو سہارا کیسے دیا جا سکتا ہے؟

سوال: نماز فجر اور نماز عصر کے بعد مصافحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت اور مستحب عمل ہے، مگر اسے کسی وقت یا عمل کے ساتھ خاص کرنا شریعت کا وظیفہ ہے، لہٰذا بغیر ملاقات کے، نماز فجر اور عصر کے بعد بالخصوص مصافحہ کرنا بدعت ہے، کیونکہ شریعت میں اس وقت مصافحہ مشروع نہیں کیا گیا۔

علامہ ابن عابدین، شامی، حنفی (۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

''نماز ادا کرنے کے بعد مصافحہ کرنا بہر صورت مکروہ ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی نماز کی ادائیگی کے بعد مصافحہ نہیں کیا، نیز یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔''

(فتاویٰ شامی: 381/6)

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

''ہمارے موجودہ زمانے میں اکثر علاقوں، خصوصاً دکن کے علاقوں، جو بدعتوں اور فتنوں کا گڑھ ہیں، میں دو کام رواج پا گئے ہیں، جن کو ترک کرنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ لوگ نمازِ فجر کے وقت مسجد میں داخل ہوتے ہوئے سلام نہیں کہتے، بلکہ داخل ہو کر سنتیں ادا کرتے ہیں، پھر فرض ادا کرنے اور اذکار کرنے کے بعد ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔ یہ ایک قبیح امر ہے، کیونکہ سلام کہنا تو ملاقات کے وقت سنت ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، نہ کہ مجلس کے دوران۔ دوسرے یہ کہ وہ نماز فجر وعصر، عیدین اور جمعہ کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، حالانکہ مصافحہ بھی ملاقات کے شروع ہی میں سنت ہے۔''

(السّعاية في الكشف عمّا في شرح الوقاية، ص 264)

سوال: بدعتی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل بدعت مذموم ہیں، بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

❀ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (م:۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

''اگر آج کوئی شخص امت میں نیا کام جاری کرتا ہے، وہ کام جس پر اسلاف امت نہیں تھے، تو وہ باور کروا رہا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی ہے۔ (معاذ اللہ!) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: ٣) ''آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے۔'' جو چیز دور سلف میں دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں۔'' (الإحكام لابن حزم: ٨٥/٦، وسندهٗ حسنٌ)

امام مالک رحمہ اللہ کے اس فرمان کی روشنی میں یوں سمجھئے کہ میں اگر بدعت جاری کرتا ہوں،تو گویا میں یہ باور کروار ہاہوں کہ دین ناقص تھا، جسے میں نے مکمل کر دیا، یہ کارثواب تھا، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں کیا اور میں بیان کر رہا ہوں، یوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تجاوز کی کوشش کرتا ہوں، ہر بدعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش قدمی ہے،اللہ نے اس سے منع فرمایاہےاوراہل ایمان بدعت کے تصور ہی سے کانپ کانپ جاتے ہیں۔

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (م:۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

''جان لیجیے کہ بدعت کی موجودگی میں نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ بدعتی کی مجالس سے عصمت چھین لی جاتی ہے، وہ اپنے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ بدعتی کو اللہ نے ملعون قرار دیا ہے اور جو شخص بدعتی کے پاس جاتا ہے وہ اسلام کے انہدام میں اس کا معاون بنتا ہے۔اس کی عبادت اسے اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے۔ بدعت، بغض و عناد کا سبب ہے، نیز شفاعت رسول سے محروم کرتی اور سنتوں کو مٹاتی ہے۔ بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام انسانوں کا گناہ ہوگا، جو اس پر عمل کریں گے۔اس کی معافی نہیں ہوگی۔اس پر ذلت ورسوائی اور اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے دُور کر دیا جائے گا، ڈر ہے کہ وہ کفار میں شمار کیا جائے اور وقت آخر برے انجام کا شکار ہو۔ روز آخرت روسیاہ ہوگا اور اسے عذاب جہنم سے دوچار کیا جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیزاری کا اعلان کیا ہے، مسلمان اس سے بری ہیں۔شدید خدشہ ہے کہ عذاب آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی

کوئی بڑا فتنہ اسے آن لے گا۔''

(الاعتصام : ۱/۱۰۶۔ ۱۰۷)

سوال: سری اذکار کو جہری ادا کرنا کیسا ہے؟

جواب: جن اذکار کو سری آواز سے پڑھنا مشروع ہے، انہیں اونچی آواز سے پڑھنا جائز نہیں، ورنہ عمل بدعت بن جائے گا، کیونکہ کسی جائز و مشروع عمل میں غیر ثابت کیفیت داخل کر دی جائے، تو وہ عمل بدعت بن جاتا ہے۔

سوال: کیا مستحب کام کو واجب کا درجہ دینا اسے بدعت بنا دے گا؟

جواب: جی ہاں، کسی جائز یا مستحب عمل کے ساتھ واجب کی طرح معاملہ کرنا اسے بدعت بنا دے گا۔

❁ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

لَا يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهٖ يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ.

''اپنی نماز میں اس طرح شیطان کا حصہ نہ بنالیں کہ (سلام کے بعد) دائیں جانب سے مقتدیوں کی طرف پھرنا اپنے اوپر لازم کر لیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو کئی دفعہ بائیں جانب سے پھرتے دیکھا ہے۔''

(صحيح البخاري : ۸۵۲، صحيح مسلم : ۷۰۷)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی جائز و مستحب کام پر اصرار کرنا، اس کے ساتھ واجب کا معاملہ کرنا، اسے شیطانی کام بنا دیتا ہے۔

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (م: ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ جو شخص مستحب عمل پر دوام کرے، اسے عزیمت سمجھ کر رُخصت پر عمل چھوڑ دے، تو شیطان نے اسے گمراہ کر دیا ہے، پھر اس کا کیا بنے گا، جو بدعت اور منکر عمل پر ہمیشگی کرتا ہے؟''

(شرح المشکوٰۃ: ۳/۱۰۵۱)

سوال: کیا عیدین کے لیے اذان اور اقامت کا اجراء بدعت ہے؟

جواب: جی ہاں، عیدین کے لیے اذان و اقامت کہنا بدعت ہے، کیونکہ عہد نبوی میں عیدین بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی جاتی تھیں۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ، غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَّلَا إِقَامَةٍ.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ عیدین ادا کیں، اس کے لیے نہ اذان کہی گئی اور نہ اقامت۔''

(صحیح مسلم: 887)

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''عید کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (نماز عید) میں شرکت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے بجائے نماز سے ابتدا کی، اس میں نہ کوئی اذان تھی اور نہ اقامت۔''

(صحیح مسلم: 885)

سوال: غیر مسلموں سے مشابہت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): غیر مسلموں سے مذہبی اُمور میں مشابہت جائز نہیں۔ اس کی مذمت بیان کی گئی ہے، البتہ دنیاوی جائز اُمور میں مشابہت اختیار کرنا ممنوع نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُعِلَ الذِّلَّةُ، وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

''ذلت و رسوائی میرے حکم کی مخالفت کرنے والے کا مقدر ہے اور جس نے کسی (غیر مسلم) قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ انہی میں سے ہوگا۔''

(مسند الإمام أحمد: ٥٠/٢، وسندهٗ حسنٌ)

اس کی سند کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (اقتضاء الصّراط المستقيم: ٢٥٠/١) نے ''جید'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ (سِيَر أعلام النّبلاء: ٥٠٩/١٥) نے ''صالح'' حافظ عراقی رحمہ اللہ (تخريج أحاديث الإحياء: ٣١٨) نے ''صحیح'' اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباري: ٢٧١/١٠) نے ''حسن'' کہا ہے۔

(سوال): طلاق بدعی کسے کہتے ہیں؟

(جواب): طلاق سنی یہ ہے کہ عورت کو ایسے طہر میں ایک طلاق دی جائے، جس میں اس سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے گئے ہوں۔ جو طلاق اس طریقہ سے ہٹ کر ہو، وہ بدعی طلاق ہے۔ بدعی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔